ڈاکٹر عمران ظفر

لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج 170 گ ب، جھنگ

فیض کے اشاریے: فیض شناسی کی ایک اہم جہت

Dr. Imran Zafar

Lecturer, Department of Urdu, Govt. Degree College 170/JB Jhang.

Indexes of Faiz: An important aspect of faiz study

Many dimensions have come in the lime light with reference to Faiz Ahmad Faiz`s personality and diction in the tradition of Urdu research & criticism. Similarly the critics also compiled Index of Faiz's poetry and critical matter on it with reference to recognition of Faiz, so that to make things easier to comprehend with regards to the study on Faiz.These indexes are the only easiest way through which the difficult steps of research & criticism can be achieved.

اردو تحقیق و تنقید کی روایت میں فیض احمد فیض کی شخصیت اور فن کے حوالے سے گراں قدر سرمایہ موجود ہے، تاہم ان پر لکھی گئی تصانیف اور مضامین کے علاوہ فیض شناسی کی دیگر جہتیں بھی منظرِ عام پر آئی ہیں۔ فیض شناسوں اور فیض کے پرستاروں نے فیض کی سوچ کو زندہ رکھنے اور ان کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی خاطر مثبت قدم اٹھائے ہیں۔ چنانچہ جہاں ایک طرف جامعات میں فیض کی شخصیت اور فن پر تحقیقی مقالہ جات لکھنے کی روایت چلی تو دوسری جانب فیض احمد فیض کی شخصیت اور ان کے نظریات پر روشنی ڈالنے کے سلسلے میں سیمینار اور کانفرنسیں بھی منعقد کی گئیں۔ اسی طرح فیض شناسی کے باب میں محققین نے فیض کی شاعری اور اُن پر تنقیدی مواد کے اشاریے بھی مرتب کیے تاکہ مطالعۂ فیض کے سلسلے میں آسانیاں پیدا ہو سکیں۔

بلاشبہ موجودہ دور کو سائنسی دور سے منسوب کیا جاتا ہے جب وقت کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر شعر و ادب میں بھی ایسی کتابوں کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے جن کی بدولت پھیلا ہوا کام سمٹ کر سامنے آ جائے۔ اس سلسلے میں محققین نے اشاریہ سازی سے کام لیا ہے۔ یہ اشاریے ہی وہ آسان ذریعہ ہیں جن کی مدد تحقیق و تنقید کے مشکل مرحلہ کو کسی حد تک با آسانی طے کیا جا سکتا ہے اور صفحات کے انبوہ سے اپنی مطلوبہ چیز تک چند منٹوں میں رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

اگرچہ اردو ادب میں اشاریہ سازی کی روایت خاصی پرانی ہے تاہم ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر معین الدین عقیل نے فیض احمد فیض پر تحقیقی و تنقیدی کام کرتے ہوئے اشاریے کی ضرورت کے پیش نظر اس مشکل کام کا بیڑا اٹھایا۔ اس اشاریے کی ترتیب و

تالیف کے زمانے تک فیض کے پانچ شعری مجموعے منظرِ عام پر آ چکے تھے جو اس اشاریے میں شامل ہوئے۔ یہ اشاریہ ۱۳۶ صفحات اور چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب غزلیات سے متعلقہ ہے جسے چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (ا) غزلوں کی کل تعداد (ب) غزلوں کا پہلا مصرعہ i۔حروفِ تہجی کے اعتبار سے ii۔ ردیف کے اعتبار سے (ج) مقطعوں کے وہ مصرعے جن میں تخلص استعمال ہوا ہے۔ (د) غزلوں کے کل اشعار__ حروفِ تہجی کے اعتبار سے۔ باب دوم: منظومات۔ یہ باب بھی چار حصوں پر مشتمل ہے۔ (ا) نظموں کی کل تعداد__ حروفِ تہجی کے اعتبار سے (ب) نظموں کے عنوانات__ حروفِ تہجی کے اعتبار سے (ج) نظموں کا پہلا مصرعہ (د) نظموں کے وہ مصرعے جن میں تخلص استعمال ہوا ہے۔ باب سوم: قطعات کے حوالے سے ہے جو تین حصوں پر مشتمل ہے: (ا) قطعات کی کل تعد (ب) قطعات کا پہلا مصرعہ__ حروفِ تہجی کے اعتبار سے (د) فردیات۔ باب چہارم میں متفرقات شامل ہیں جنھیں مزید دس حصوں میں پھیلا دیا گیا ہے: (ا) شعری مجموعوں کی اشاعت اوّل (ب) ناتمام شعری تخلیقات: غزل، نظم (ج) تراجم: نظم، قطعہ، فردیات (د) معنون کردہ شعری تخلیقات: غزلیں، نظمیں (ہ) منظوم تخلیقات کی تاریخیں: غزلیں، نظمیں، قطعات (و) بعض تخلیقات جن پر محض مقامِ تخلیق تحریر ہے (ز) شعری مجموعوں کے انتسابات (ح) شعری مجموعوں میں اساتذہ کے منقولہ اشعار (ط) شعری مجموعوں پر دیگر افراد کے دیباچے (ی) فیض کے خود نوشتہ دیباچے۔ باب پنجم میں کلامِ فیض میں موجود تراکیب شعری کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جبکہ باب ششم میں غیر مدوّن کلام (غزلیں، نظمیں، اشعار، قطعات، گیت، فلمی گیت، پنجابی کلام) شامل ہیں۔

کسی شاعر کے کلام کے اشاریے کے حوالے سے ڈاکٹر معین الدین عقیل کا یہ تحقیقی کام اپنی طرز کا واحد کام ہے۔ اس ''اشاریۂ کلامِ فیض'' کے چند ایک نمایاں اور قابلِ ذکر پہلوؤں کا ذکر کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ باب اوّل میں کلامِ فیض میں شامل غزلوں کو حروفِ تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیتے ہوئے ہر غزل کا پہلا مصرعہ درج کیا گیا ہے۔ ساتھ میں شعری مجموعہ اور کل اشعار کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ مثلاً:

نمبر	غزل کا پہلا مصرعہ	شعری مجموعہ	کل اشعار
ا	آج یوں موج در موج غم تھم گیا اس طرح غمزدوں کو قرار آ گیا	دستِ تہِ سنگ	۶ (۱)

غزلیات کو ردیف وار ترتیب دیتے ہوئے مطلع کا صرف مصرعہ اوّل درج کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ مجموعہ کلام کا نام درج کر دیا گیا ہے۔ مقطعوں کا اشاریہ مرتب کرتے ہوئے وہ مصرعے شامل کیے گئے ہیں جن میں تخلص استعمال ہوا ہے۔ مصرعہ اولیٰ اور مصرعہ ثانی کی نشاندہی بھی کی ہے مثلاً:

نمبر	مصرعہ	شعری مجموعہ
	ا	
ا۔	آخر شب کے ہم سفر فیض نہ جانے کیا ہوئے (۱)	زنداں نامہ (۲)

باب دوم: منظومات، میں فیض کی نظموں کو حروفِ تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔

نمبر	مصرعہ	نظم	شعری مجموعہ
ا	آ جاؤ میں نے سن لی تمہارے ڈھول کی ترنگ	آ جاؤ افریقا	ز ن (۳)

باب سوم میں فیض کے قطعات کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیتے ہوئے یہی انداز اپنایا گیا ہے۔ باب چہارم جو متفرقات میں ہر گوشہ پر گراں قدر معلومات معلومات جمع کی گئی ہیں۔ باب پنجم میں تراکیب شعری درج کی گئی ہیں۔ جب کہ باب ششم میں ۱۹۷۷ء تک فیض کے غیر مدون کلام (اردو اور پنجابی) کا اشاریہ بھی مرتب کر دیا ہے۔

فیض شناسی کی روایت میں ڈاکٹر معین الدین عقیل کی یہ محنت اور جانفشانی ہمیشہ سنہری حروف میں یاد کی جائے گی۔ اُن سے قبل اردو کے کسی محقق نے اس طرز کا اشاریۂ کلام مرتب نہیں کیا تھا۔ اگر چہ یہ اشاریۂ کلام، فیض کے کل کلام پر مشتمل نہیں لیکن انھوں نے اشاریۂ کلام کے حوالے سے جو تحقیقی کاوش کی اس کی بنیاد پر آنے والے محققین نے اشاریۂ کلامِ غالب اور اشاریۂ کلامِ اقبال بھی مرتب کیے۔ جامعات میں کلامِ فیض کے اشاریے اور فرہنگ پر تحقیق کرتے ہوئے بھی ڈاکٹر معین الدین عقیل کے مرتب کردہ ''اشاریۂ کلامِ فیض'' کو پیش نظر رکھا گیا۔

فیض احمد فیض کی وفات تک اُن کے آٹھ شعری مجموعے الگ الگ اور کلیات ''نسخہ ہائے وفا'' کی صورت میں شائع ہوئے تو کلامِ فیض کے مفصل اشاریے کی ضرورت دوبارہ سے محسوس کی جانے لگی۔ اس سلسلے میں ۱۹۸۹ء میں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی طالبہ نزہت بانو نے پروفیسر محمد ساجد خان کی نگرانی میں ''کلامِ فیض کا اشاریہ اور فرہنگ'' کے عنوان سے نے میں ایم اے سطح کا تحقیقی کام کیا۔ یہ مقالہ کل ۱۷۱صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۹ باب شامل کیے گئے۔ بابِ اوّل: غزلیات (حروفِ تہجی کے لحاظ سے)، بابِ دوّم: غزلیات (ردیف کے لحاظ سے)، باب سوّم: مقطے (جن میں تخلص استعمال ہوا)، باب چہارم: منظومات (نظموں کی ترتیب حروف تہجی کے لحاظ سے)، باب پنجم: قطعات (حروفِ تہجی کے لحاظ سے)، باب ششم: متفرقات، باب ہفتم: متن کا تقابلی مطالعہ، باب ہشتم: تراکیب شعری، باب نہم: فرہنگ کلام فیض۔ (۴)

یہ تحقیقی مقالہ ڈاکٹر معین الدین عقیل کے مرتب کردہ اشاریے کو مدنظر رکھ کے لکھا گیا ہے تاہم اس مقالے کی نمایاں خوبی باب ہفتم میں ظاہر ہوئی ہے جہاں فیض کے مختلف شعری مجموعوں اور کلیات کے متن کا تقابلی مطالعہ کے نتیجے میں جو فرق ہے یا جو تخلیقات شعری مجموعوں میں ہیں اور کلیات میں نہیں ہیں ان کو درج کیا گیا ہے۔ اسی طرح آخری باب میں کلامِ فیض کے مشکل الفاظ مع فرہنگ ترتیب سے پیش کیے گئے ہیں۔ مجموعی طور پہ تحقیقی مقالہ بہت محنت سے لکھا گیا ہے۔ مقالہ نگار اور نگرانِ مقالہ نے فیض شناسی کا پورا حق ادا کیا ہے۔

جامعات میں فیض احمد فیض پر ہونے والے تحقیقی کام کے سلسلے میں کاشفہ سعدیہ کا تحقیقی مقالہ ''اشاریہ کلیاتِ فیض'' پروفیسر اشفاق بخاری کی نگرانی میں ۲۰۰۴ء میں جامعہ پنجاب لاہور میں جمع کرایا گیا۔ فیض کے اشاریوں کی ایک اہم کڑی ہے۔ یہ مقالہ نزہت بانو کے مقالے کی نسبت زیادہ ضخیم ہے جو ۲۱۲صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مقالے کے کل سات باب ہیں۔ باب اوّل: غزلیات، باب دوّم: منظومات، باب سوّم: قطعات، باب چہارم: تلمیحات فیض، باب پنجم: لفظیاتِ فیض، باب ششم: تراکیب شعری، باب ہفتم: متفرقات (۵)

اس مقالے میں بھی اشاریہ سازی کرتے ہوئے ڈاکٹر معین الدین عقیل کے اشاریے سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس مقالے کا منفرد پہلو باب چہارم میں نظر آتا ہے جہاں تلمیحات فیض کا اشاریہ بھی مرتب کیا گیا ہے۔ اگر چہ فیض نے زیادہ تر تلمیحات روایتی شاعری ہیں سے مستعار لی ہیں۔ تاہم ان کے ہاں قرآنی اور تاریخی تلمیحات کی نشاندہی کرتے ہوئے مقالہ نگار

نے ناقدانہ اور محققانہ صلاحیتوں کا ثبوت دیا ہے اور چند نئی تلمیحاتِ فیض بھی متعارف کرائی ہیں۔ پانچویں باب میں فیض کی شاعری میں استعمال ہونے والے ان کثیرالالفاظ کی نشاندہی کی گئی ہے جو فیض سے مخصوص ہو کر رہ گئے ہیں۔ مثلاً طوق، دار و رسن، مقتل، بادِ صبا اور قفس وغیرہ ساتواں باب متفرقات پر مشتمل ہے۔ جس میں دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ نئے موضوعات مثلاً الٰہیات اور اماکن کے تحت بھی کلامِ فیض کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔

جامعات میں کلامِ فیض پر ہونے والے اشاریوں کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کام طالب علمانہ تحقیق کی عمدہ مثالیں ہیں تو ضرور ہیں لیکن انھیں حوالے کا کام قرار نہیں دیا جا سکتا پھر یہ بھی کہ یہ کام کتابی صورت میں شائع ہو کر منظرِ عام پر نہیں آ سکے ہیں۔ چنانچہ قارئین کلامِ فیض کی عرصہ دراز سے اس تشنگی کو دور کرنے کی خاطر ڈاکٹر محمد آصف اعوان نے 'اک ذرا فیض تک' کے عنوان سے اشاریۂ کلامِ فیض و متعلقات کو فیض شناسی کی دنیا میں متعارف کرایا ہے۔

ڈاکٹر محمد آصف اعوان نے اشاریۂ کلامِ فیض مرتب کرتے ہوئے ابتدائی ایک سو چھ صفحات پر مشتمل اشاریہ متعلقاتِ کلامِ فیض بھی شاملِ کتاب کیا ہے۔ کتاب کا پہلا حصہ سولہ عنوانات پر مبنی ہے جس میں فیض کے شعری مجموعوں کے نام اور اشاعتِ اوّل، شعری مجموعوں کے انتسابات، شعری مجموعوں کی فہارس، شعری مجموعوں پر فیض کے دیباچے، شعری مجموعوں پر دیگر افراد کے دیباچے، منظومات کا صنف بار گوشوارہ، معنون کردہ منظومات، ناتمام منظومات، فردیات، پنجابی منظومات، ماخوذ منظومات، کلامِ فیض میں اساتذہ کے منقولہ اشعار، تضمینات، منظومات کی تاریخیں اور مقامات، تراکیب کلامِ فیض اور تلمیحاتِ فیض شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد آصف اعوان نے پہلے باب کی تیاری میں 'نسخہ ہائے وفا' کی عرق ریزی کا مظاہرہ کیا ہے ہر عنوان کے تحت اشاریۂ متعلقات کلامِ فیض میں سائنٹیفک انداز برتا گیا ہے یوں معلومات کے حصول میں کسی قسم کی دقت پیش نہیں آتی۔ اس باب کا مفصل حصہ تراکیب کلامِ فیض ہے۔ جس میں ہر شعری مجموعے کی تراکیب کو مربوط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً:

نقشِ فریادی

آ

ترکیب	صفحہ مجموعہ کلام	صفحہ نسخہ ہائے وفا	ترکیب	صفحہ مجموعہ کلام	صفحہ نسخہ ہائے وفا
آبشارِ سکوت	۲۷	۳۳	آتش پیکار	۳۹	۴۵

(۶)

کتاب کا دوسرا باب اشاریۂ کلامِ فیض، پر مشتمل ہے۔ اس باب کی تیاری میں جدید سائنٹیفک طریقہ اپناتے ہوئے 'نسخہ ہائے وفا' میں شامل غزلوں، نظموں اور دیگر اصنافِ شعر کے پہلے مصرعوں کو اس طرح الف بائی ترتیب سے درج کر دیا گیا ہے کہ اگر قاری کو 'نقشِ فریادی' میں شامل پہلے قطعہ سے غبارِ ایام کے آخری صفحہ پر درج نعت تک کوئی بھی مصرعہ یا اس مصرعہ کا پہلا لفظ یاد ہو تو وہ اس نظم، غزل یا مطلوبہ شعر پر با آسانی پہنچ سکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد آصف اعوان نے اشاریۂ کلامِ فیض مرتب کرتے ہوئے اصناف وار اشاریہ مرتب نہیں کیا بلکہ مجموعی اشاریہ بنا دیا ہے۔ جس سے قاری کو مزید سہولت ہو گئی ہے۔ اور اسے تلاش کرنے میں بھی وقت نہیں ہوتی کہ مطلوبہ مصرعہ یا غزل کا ہے، نظم کا یا قطعہ وغیرہ کا بلکہ صرف پہلا لفظ ہی قفلِ ابجد کا کام کرتا ہے۔ ایک

مثال ملاحظہ ہو:

آ ب

مصرعہ	نام مجموعہ	صفحہ نسخہ ہائے وفا	صفحہ مجموعہ کلام	نظم کا نام	بند/شعر نمبر	مصرعہ نمبر
آبشارِ سکوت جاری ہے	نقش فریادی	۳۳	۲۷	سرودِ شبانہ	۱	۵

(۷)

گویا لفظ ''آبشار'' ہی تلاش کرنے پر آپ کو پورا مصرعہ، شعری مجموعہ میں اس کا محلِ وقوع کلیاتِ 'نسخہ ہائے وفا' پر اندراج کا صفحہ نمبر، نظم کا نام بند یا شعر نمبر اور صفحہ پر اس مصرعہ کا نمبر جیسی تمام ضروری اور بنیادی معلومات مل جاتی ہیں۔

ڈاکٹر آصف اعوان کے مرتب کردہ اس اشاریے کے حوالے سے چند ایک پہلو ایسے ہیں جن کی طرف توجہ دی جائے تو اس اشاریے میں مزید خوبصورتی پیدا ہو سکتی ہے۔ مثلاً 'اک ذرا فیض' کے دو بنیادی حصے ہیں: (الف) تراکیب کلامِ فیض (ب) اشاریہ کلامِ فیض

کلامِ فیض کی تراکیب کا جو اشاریہ مرتب کیا گیا ہے اس کی ترتیب ''نسخہ ہائے وفا'' میں موجود ہر مجموعہ کلام کی تراکیب کو ترتیب دیتے ہوئے الگ الگ مجموعے کی تراکیب کو درج کیا ہے۔ چنانچہ جب کسی ترکیب کو تلاش کرنا ہو تو اسے فرداً فرداً تمام مجموعہ ہائے کلام سے تلاش کرنا پڑتا ہے۔ حالاں کہ کلامِ فیض کی تراکیب کا اشاریہ ہر مجموعہ کلام کا الگ سے ہونے کے بجائے مجموعی ہونا چاہیے یعنی ''نسخہ ہائے وفا'' میں موجود تمام تراکیب کا ایک اشاریہ ہو۔ جیسا کہ مذکورہ اشاریے کے دوسرے بڑے حصے ''اشاریہ کلامِ فیض'' کو ترتیب دیتے ہوئے کلیات فیض (نسخہ ہائے وفا) کو سامنے رکھ کے تیار کیا گیا ہے۔

اسی طرح ''اشاریہ کلامِ فیض'' مرتب کرتے ہوئے نظموں اور غزلوں کے مصرعے الف بائی ترتیب سے درج ہیں۔ لیکن اس اندراج میں بے ترتیبی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ ''اشاریہ کلامِ فیض (ص ۱۰۹ تا ص ۳۱۶) میں ایسی متعدد مثالیں ملتی ہیں جہاں حسنِ ترتیب مجروح ہوا ہے یہاں صرف دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

؎ بادِ صبا سے وعدہ و پیماں ہوئے تو ہیں
؎ بادِ خزاں کا شکر کرو فیض جس کے ہاتھ (۸)

یہاں بادِ صبا سے شروع ہونے والا مصرع بعد میں آنا چاہیے تھا۔

درج ذیل مثال میں بھی حسنِ ترتیب غلط ہے۔

؎ جہاں پہ ہم تم کھڑے ہیں دونوں
؎ جہاں بھر کی دھتکاران کی کمائی (۹)

اسی طرح 'پھر' سے شروع ہونے والے مصرعوں کا اندراج الگ اور ''پھ'' سے شروع ہونے والے مصرعوں کا ذکر بعد میں الگ ہے۔ (۱۰)

کہیں کہیں فیض کے مصرعے درج ہونے سے رہ گئے ہیں جیسے:

؎ تازہ ہیں ابھی یاد میں اے ساقیِ گلفام (۱۱)
؎ صبح ناشاد بھی روزِ ناکام بھی (۱۲)

''اک ذرا فیض'' میں فیض کی غزلوں کا ردیف وار اشاریہ بھی ناگزیر ہے۔تاکہ اگر قاری کو غزل کے مصرعے کا پہلا لفظ صحیح طرح یاد نہ ہو تو ردیف کی مدد سے مطلوبہ شعر یا غزل کو تلاش کر سکے۔ یہ چند گزارشات ہیں جن کی بدولت اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔مجموعی طور پر ''اک ذرا فیض تک'' ڈاکٹر آصف اعوان کا نمایاں ادبی کارنامہ شمار کیا جا سکتا ہے۔جس کی بدولت فیض شناسی کا ایک نامکمل باب مکمل ہوا ہے۔

فیض شناسی کی روایت میں کلامِ فیض کے اشاریے مرتب ہونے کے بعد فیض کی شخصیت ،فکر اور فن پر لکھے گئے گراں قدر اور وسیع ،تنقیدی و تحقیقی سرمائے کا اشاریہ فیض شناسی اہم ضرورت تھی جسے ڈاکٹر طاہر تونسوی نے ''مطالعۂ فیض کے مآخذات'' کی صورت میں پورا کر دیا ہے۔اس اشاریے کی خشت اول ''ادبیات'' کے فیض نمبر ۲۰۰۹ء میں مشمولہ مضمون ''مطالعۂ فیض کے مآخذات'' سے رکھی گئی۔ بعد میں اس تحقیقی کام کو وسعت دیتے ہوئے کتابی صورت میں پیش کر کے فیض شناسی کے اس تاریک پہلو پر روشنی ڈالی گئی۔کتاب کے آغاز میں ''اشاریہ'' کی روایت اور مطالعہ فیض کے مآخذات آغاز تا حال'' کے عنوان سے بھرپور تحقیقی مقدمہ بھی اس کتاب کی زینت ہے۔ڈاکٹر طاہر تونسوی نے بارہ عنوانات کے تحت فیض پر لکھی گئی نگارشات کا اشاریہ مرتب کیا ہے:

۱۔نگارشات فیض	۲۔سوانحی حالات کے مآخذ
۳۔فیض پر اردو تنقیدی کتب	۴۔تنقیدی کتب میں ذکر فیض
۵۔فیض پر انگریزی میں تنقیدی کتب اور تراجم	۶۔انگریزی تنقیدی کتب میں ذکر فیض
۷۔فیض پر انگریزی میں مضامین	۸۔رسائل کے فیض نمبر
۹۔دیگر رسائل	۱۰۔مکالمے
۱۱۔جامعاتی مقالات	۱۲۔انٹرنیٹ پر ذکرِ فیض (۱۳)

اگرچہ مندرجہ بالا تمام عنوانات کے تحت فیض پر لکھے گئے تنقیدی مضامین کا اشاریہ ہی تحقیق و تدوین کی اچھی مثال ہے۔ ''فیض پر اردو تنقیدی کتب''، ''رسائل کے فیض نمبر'' کے عنوانات کے تحت دی گئی معلومات میں سخت محنت، فیض شناسی سے خصوصی لگاؤ اور وسیع مطالعہ کا اظہار ہوتا ہے۔تاہم اس بات کی نشاندہی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ڈاکٹر طاہر تونسوی کی یہ کتاب فیض کے اشاریے کی نسبت فیض پر کتابیات کی فہرست زیادہ لگتی ہے۔اس فہرست میں بھی بعض کتب کے مندرجات کا تفصیلی ذکر ہے اور کہیں صرف کتاب کا عنوان، ناشر، سال اشاعت لکھ دیا گیا ہے۔یہی حال فیض کے حوالے سے رسائل کا ہے۔نتیجتاً اس اشاریے میں بعض حوالوں سے تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کوئی محقق یا نقاد فیض کی غزل کا لسانی جائزہ لینا چاہتا ہے تو یہ کتاب اس کی بھرپور رہنمائی نہیں کرتی ہے۔اپنے موضوع تحقیق کے حوالے سے اسے پوری کتاب کو چھاننا پڑے گا اور یہ بھی ممکن ہے اُسے اِس حوالے سے کسی کتاب، رسالے یا مضمون کا عنوان ہی نظر نہ آئے۔لہٰذا فیض پر کی گئی تنقید اور تحقیق کا اشاریہ مرتب کرتے ہوئے فیض کی سوانح اور شخصیت ،غزل ،نظم ،تنقید ،خطوط نگاری اور صحافت جیسے دیگر

موضوعات کو پیش نظر رکھا جاتا تو وہ زیادہ بہتر ہوتا۔ بلاشبہ ڈاکٹر طاہر تونسوی کا مرتب کردہ یہ اشاریہ فیض احمد فیض کے فکر و فن پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے معلومات کا بے پایاں سرمایہ ہے۔ جس سے استفادہ کرنے کے بعد کوئی بھی محقق یا نقاد اپنے کام کو زیادہ احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔

فیض احمد فیض کے اشاریوں پر مجموعی بات کریں تو ممکن ہے ڈاکٹر معین الدین عقیل کا مرتب کردہ ''اشاریۂ کلام فیض''، جدید اشاریہ سازی کے اصولوں پر پورا نہ اترے اس کے باوجود یہ کام محققین کے لیے سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر آصف اعوان کا مرتبہ اشاریہ ''اک ذرا فیض تک'' کلام فیض کا جامع اور ہمہ جہت اشاریہ ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر طاہر تونسوی کا مرتب کردہ اشاریہ بھی فیض شناسی میں ممد و معاون ثابت ہوا ہے اور فیض پر تحقیق کی نئی راہیں متعین کرنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ بلاشبہ مذکورہ محققین فیض نے اپنی تحقیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے فیض شناسی کی روایت میں اس نئی جہت کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

حوالہ جات

(۱)معین الدین عقیل، ڈاکٹر، اشاریہ کلامِ فیض، کراچی: ادارہ یادگارِ غالب، اکتوبر ۱۹۷۷ء ، ص۱۰

(۲)ایضاً ، ص۱۹

(۳)ایضاً ، ص۶۷

(۴)نزہت بانو، کلامِ فیض کا اشاریہ اور فرہنگ، مقالہ برائے ایم اے، ملتان: بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ۱۹۸۹ء

(۵)کاشفہ سعدیہ، اشاریہ کلیات فیض، مقالہ برائے ایم اے، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۴ء

(۶)محمد آصف اعوان، ڈاکٹر، اک ذرا فیض تک، اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۲ء ، ص۳۷

(۷)ایضاً ، ص۱۰۷

(۸)ایضاً ، ص۱۴۰

(۹)ایضاً ، ص۱۸۶

(۱۰)ایضاً ، ص۱۵۰تا۱۵۲

(۱۱)فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، لاہور: مکتبہ کارواں، س ن ، ص۱۴۳

(۱۲)ایضاً ، ص۳۳۳

(۱۳)طاہر تونسوی، ڈاکٹر، مطالعۂ فیض کے مآخذات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۱ء ، ص۶